قسط (۱۹)

احکامِ شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت

حضرت عمرؓ کے اہم فیصلے

مولانا محمد تقی صاحب امینی، ناظم دینیات، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

• گذشتہ سے پیوستہ •

مسلم گھرانوں کی نگرانی و اصلاح فرماتے رہے

(۷۲) حضرت عمرؓ نے مسلم گھرانوں اور خاندانوں کو آزاد نہیں چھوڑا بلکہ ان کا برابر جائزہ لیتے رہے، اگر ان میں تدبیرِ منزل کی خلاف ورزی یا کسی کی حق تلفی ہوتی دیکھی تو فوراً اس کی اصلاح فرمائی۔

مثلاً: (۱) نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کی شادی میں تاخیر نہ ہونے دی۔

زوجوا اولادکم اذا بلغوا لا تحملوا آثامهم[1]

تمہاری اولاد جب بالغ ہو جائے تو ان کا نکاح کر دو ان کے گناہوں کا بوجھ نہ اٹھاؤ۔

(۲) حسب و نسب اور شرافت کے مصنوعی بتوں کو توڑ کر نئے معیار کی تاکید کی چنانچہ فرمایا:

حسب المرء دینه واصله عقله ومروءته خلقه[2]

مرد کا حسب اس کا دین ہے، نسب اس کی عقل ہے اور شرافت اس کا خلق ہے۔

ایک اور روایت میں ہے:

الحسب المال[3]

حسب مال ہے۔

غالباً یہ اختلاف اشخاص کے حالات کے لحاظ سے ہے۔

---

[1] تاریخ عمر لابن الجوزی الباب الستون ص ۲۰۳ [2] ایضاً ص ۲۰۱ [3] ایضاً ص ۲۰۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس معیار کی سختی کے ساتھ پابندی کرائی جیساکہ غیر کفو میں نکاح کرانے کا واقعہ اوپر گذر چکا ہے۔

(۳) خوبصورت عورت کا بدصورت مرد کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کیا:

لا تنکحوا المرءة الرجل القبیح الذمیم	بدصورت اور بُرے مرد سے عورت کا نکاح نہ کرو
فانھن یحببن لانفسھن ما تحبون	جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی عورتیں اپنے لئے
لانفسکم[1]	پسند کرتی ہیں۔

(۴) مہر کی زیادتی سے روکا اور عام حالات کے لئے مہر کی ایک حد مقرر کردی:

لا تغالوا فی مھور النساء فانھا لو کانت	عورتوں کا زیادہ مہر نہ مقرر کرو اگر اس میں دنیوی
مکرمۃ فی الدنیا او تقوی عند اللہ لکان	شرافت ہوتی یا اللہ کے نزدیک تقویٰ کی بات ہوتی
احقکم بھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔[2]	تو اس کے سب سے زیادہ مستحق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

(۵) عورتوں کے حقوق کا خاص خیال رکھا اور ان کی حق تلفی پر سخت کارروائی کا حکم دیا۔ چنانچہ ایک شخص نے اپنی عورتوں کو طلاق دے کر اپنا سب مال لڑکوں میں تقسیم کردیا جب اس کی اطلاع حضرت عمرؓ کو پہونچی تو آپ نے فرمایا کہ عورتوں کو رجوع کرو اور مال کی تقسیم فسخ کرو ورنہ میں ان کو وارث بناؤں گا اور تمھاری قبر پر سنگساری کا حکم دوں گا۔

اولاورثھن منک ولامرن بقبرک	میں ان کو تیرے مال کا ضرور وارث بناؤں گا اور تیری قبر پر
فیرجم کما رجم قبر ابی رغال[3]	سنگساری کا حکم دوں گا جیساکہ ابو رغال کی قبر پر سنگساری کی گئی تھی۔

(۶) تیز زبان اور بدخلق عورت کو کفر کے بعد بدترین شئی قرار دیا۔ اسی طرح خوش خلق اور محبت کرنیوالی عورت کو ایمان کے بعد بہترین شئی فرمایا:

لن یعطی احد بعد کفر باللہ شیئ شرا	کوئی شخص کفر باللہ کے بعد عورت سے زیادہ
من امرءۃ حدیدۃ اللسان سیئۃ	بدترین شئی نہیں دیا گیا جو تیز زبان اور بدخلق ہو الخ

---

[1] تاریخ عمر لابن الجوزی الباب الستون ص۱۹۵۔ [2] ازالۃ الخفا مقصد دوم، کتاب النکاح ص۱۱۳

[3] 〃 〃 〃 ص۱۹۲۔

© rasailojaraid.com

الخلق ولم یعط عبد بعد الایمان باللّٰہ شیٔ خیراً من امرأۃ حسنۃ الخلق ودود ۱؎ — ایمان باللہ کے بعد عورت سے زیادہ بہترین شے نہیں دیا گیا جو خوش خلق اور محبت والی ہو۔

(۷) عورت کے مصنوعی حسن وجمال اور زیب وزینت کے جال میں پھنسنے سے روکا:

اذا تم لون المرأۃ وشعرھا فقد تم حسنھا۔ ۲؎ — جب عورت کا رنگ اور اس کے بال ٹھیک ہیں تو اس کا حسن پورا ہے۔

(۸) گھریلو زندگی میں مرد کے لئے زیادہ باوقار اور منہ بند رہنا پسند نہ کیا:

انی احب ان یکون الرجل فی اھلہ کالصبی فاذا احتیج الیہ کان رجلا۔ ۳؎ — مجھے یہ بات پسند ہے کہ مرد اپنے اہل وعیال میں بچہ کے مثل رہے اور جب اس کے پاس ضرورت لائی جائے تو وہ مرد ہو جائے۔

زندگی کی خوشگواری اور معاشرتی اصلاح کے لئے نئے قوانین کی ضرورت

گھریلو زندگی کو خوش گوار بنانے اور معاشرہ کو آلودگیوں سے پاک وصاف رکھنے کے لئے حالات وزمانہ کی رعایت سے نئے قوانین بنانے اور نئے اقدامات کرنے کی ضرورت ہوتی رہتی ہے۔ لیکن یہ قوانین واقدامات جب تک عورت کے طبعی وعضوی خصوصیات کو ملحوظ رکھ کر نہ ہوں فطرت سے ہم آہنگی پیدا کرتے ہیں اور نہ معاشرہ پر اچھا اثر ڈالتے ہیں۔

پختگی کے بعد شادی میں جلدی کرنا۔ اس کی رکاوٹوں کو دور کرنا اور حقوق کا خاص خیال وغیرہ ایسی ناگزیر ضرورتیں ہیں جن سے کوئی صالح وصحت مند معاشرہ مستغنی نہیں ہو سکتا ہے۔

جس معاشرہ میں عفت وعصمت کی کوئی قیمت نہیں ہے اور اس میں "بوائے فرینڈ" اور "گرل فرینڈ" کا سسٹم جاری ہے وہ آزاد ہے جو چاہے شادی کی عمر متجاوز کرے اور جس قدر چاہے "حسن" کے بازار کو سجائے۔ لیکن اسلام جو کسی قیمت پر عفت وعصمت کا سودا کرنے کے لئے تیار نہیں ہے وہ شادی میں تاخیر گوارہ کرتا ہے اور نہ بازارِ حسن کو سجانے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

۱؎ تاریخ عمر لابن الجوزی الباب الستون ص۱۹۲۔ ۲؎ ایضاً ص۱۹۳۔ ۳؎ ایضاً ص۱۹۵۔

۴؎ ایضاً الباب السابع والخمسون ص۱۸۱۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جن مسلم ممالک نے شادی کی عمر مقرر کی یا اس پر پابندی لگائی انھوں نے چونکہ موجودہ خرابیوں اور مصنوعی رکاوٹوں کو دور کرنے میں کوئی قدم نہیں اٹھایا اس بناء پر ان تبدیلیوں سے حالات بد سے بدتر ہو گئے، اور مسلم معاشرہ بھی بوائے فرینڈ اور گرل فرینڈ کی لعنت میں گرفتار ہونے لگا ہے۔

خرابیوں اور رواجی رکاوٹوں کی وجہ سے بھی آگ سلگ رہی ہے

ذات برادری، جہیز اور خاندان وغیرہ قسم کی کتنی رکاوٹیں ہیں جن کی وجہ سے ہزاروں شریف زادیاں یاس وحرمان کی تصویر بنی بیٹھی شادی کی عمر گذار رہی ہیں، اسی طرح آزادی، فیشن پرستی اور حسن کی نمائش وغیرہ کتنی خرابیاں ہیں جن کی وجہ سے ہوس رانی کو تقویت پہونچ رہی، اور حفاظتِ ناموس کی ہمت پست ہو رہی ہے۔

ان رکاوٹوں اور خرابیوں کی بناء پر پہلے ہی سے فساد کی آگ سلگ رہی تھی کہ ان تبدیلیوں نے "پٹرول" کا کام دے کر آگ کو بھڑکا دیا۔

"رکاوٹوں" کو فروغ دینے کے اصل مجرم مذہبی نمائندے ہیں کہ انھوں نے "کفو" کی تشریح و توضیح میں حالات و زمانہ کی رعایت نہیں کی اور خرابیوں کو فروغ دینے کی اصل مجرم حکومتیں ہیں کہ انھوں نے کوئی پابندی نہیں لگائی، اور حد بندی نہیں کی، جب تک یہ دونوں نمائندے اپنی گھریلو زندگی سے خرابیوں اور رکاوٹوں کو دور نہ کریں گے محض وعظ کہدینے اور بیان دیدینے سے کوئی نتیجہ نہیں برآمد ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ کا دستور تھا:

اذا نهى الناس عن شيء جمع اهله	جب لوگوں کو کسی چیز سے روکتے تو اپنے گھر والوں کو جمع
فقال انى قد نهيت عن كذا وكذا وان	کرکے فرماتے کہ میں نے فلاں فلاں چیز سے منع کیا ہے
الناس ينظرون اليكم كما ينظر الطير الى	اور لوگ تمھاری طرف ایسے ہی دیکھ رہے ہیں جیسے
اللحم فان وقعتم وقعوا وان هبتم هابوا	پرندہ گوشت کی طرف دیکھتا ہے، اگر تم بچو گے تو وہ بھی
وانى والله لا اوتى برجل وقع فيما	بچیں گے اور تم پھنسو گے تو وہ بھی پھنسیں گے، اگر تم
نهيت الناس عنه الا اضعفت له	میں سے کسی نے منع کی ہوئی باتوں کا ارتکاب کیا تو اپنے
العقوبة لمكانه منى فمن شاء منكم	تعلق کی وجہ سے خدا کی قسم میں اس کو دوگنی سزا دوں گا
فليتقدم ومن شاء فليتاخر[1]	اب اختیار ہے جو چاہے آگے بڑھے اور جو چاہے پیچھے ہٹے

[1] تاریخ عمر ابن الجوزی الباب السادس والسبعون ص ۲۳۶۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شخصیت سازی کی طرف خصوصی توجہ کی

(۸۳) حضرت عمرؓ نے "شخصیت" سازی کی طرف خصوصی توجہ کی اور نوجوانوں کو مختلف انداز سے کارآمد اور باوقار بنانے کی کوشش کی مثلاً:

(۱) تحصیلِ علم اور سمجھ پر کافی زور دیا۔

علیکم بالفقہ فی الدین وحسن العبادۃ	دین میں تفقہ حاصل کرو۔ حسن عبادت کے خوگر بنو
والتفھم فی العربیۃ۔[1]	اور عربیت میں سمجھ پیدا کرو۔

ایک اور موقع پر فرمایا:۔

کونوا اوعیۃ الکتاب وینابیع العلم۔[2]	کتاب کے ظرف اور علم کے سرچشمے بنو۔

(۲) فہم و دانش کو بڑائی اور سرداری کا "معیار" قرار دیا اور پست خیالات و کم ظرفی سے منع کیا۔

تفقھوا قبل ان تسودوا۔[3]	سرداری حاصل کرنے سے پہلے سمجھ حاصل کرو۔

ایک اور موقع پر فرمایا:

ان الحکمۃ لیست عن کبر السن	"حکمت" کبرسن پر موقوف نہیں ہے وہ اللہ کا عطیہ ہے
ولکنہ عطاء من اللہ یعطیہ من یشاء	جس شخص کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اپنے کو ادنیٰ
فایاک ودناءۃ الامور۔[4]	اور چھوٹی باتوں سے بچاؤ۔

(۳) حالات و معاملات کی درستگی کو زیادہ اہمیت دی اور نماز و روزہ وغیرہ عبادات سے دھوکہ نہ کھانے کی تاکید کی۔

لا تنظروا الی صلاۃ امرئ ولا صیامہ	کسی کی نماز و روزہ کی طرف نہ دیکھو بلکہ بات کرتے
ولکن انظروا الی صدق حدیثہ اذا	وقت اس کی سچائی دیکھو، شفاء پانے کے بعد
حدث والی ورعہ اذا اشفی والی	اس کی پرہیزگاری دیکھو اور امانت کے وقت
امانتہ اذا ائتمن۔[5]	اس کی دیانتداری دیکھو۔

---

[1] تاریخ عمر ابن الجوزی الباب الستون ص۱۲۵ [2] ایضاً الباب السابع والستون ص۱۵۸
[3] ایضاً الباب الستون ص۱۲۷ [4] ایضاً ص۱۸۳ [5] ایضاً ص۱۲۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۴) دنیا کو مقصود بنانے سے منع کیا اور دوسرے جہان و آسمان پر نظر رکھنے کا حکم دیا:

لا یحزنك ان لا یجعل لك کثیر مما تحب من امر دنیاك اذا کنت ذا رغبة فی امر آخرتك [۱]

تمہیں یہ بات غم میں نہ ڈالے کہ دنیوی امور میں پسندیدہ چیزوں کا زیادہ حصہ نہیں ملا ہے جبکہ تم کو آخرت کے امور سے رغبت ہے۔

(۵) لوگوں کے ذکر و تذکرہ میں پڑنے سے منع کیا کہ اس سے بھی شخصیت مجروح ہوتی ہے:

علیکم بذکر اللہ فانہ شفاء و ایاکم وذکر الناس فانہ داء [۲]

اللہ کے ذکر کو لازم پکڑو اس میں شفا ہے اور لوگوں کا ذکر چھوڑو کہ اس میں بیماری ہے۔

(۶) کارکردگی و کارگزاری کو سرمایۂ حیات قرار دیا اور بیکاری کام چوری کو نہایت حقیر کر دکھلایا:

کان اذا رای فتی فاعجبہ حالہ سال عنہ ھل لہ حرفة فان قیل لا قال سقط من عینی [۳]

جب کسی جوان کو اچھی حالت میں دیکھتے تو پوچھتے کہ کون پیشہ کر رہے ہو، اگر جواب ملتا کہ کچھ نہیں کرتا ہے تو فرماتے کہ یہ میری نظر سے گر گیا۔

(۷) صفائی ستھرائی، عبادت اور خوشبو کی طرف خصوصی توجہ دلائی:

لیعجبنی الشاب الناسك نظیف الثوب طیب الریح [۴]

مجھے صاف ستھرا عبادت گذار اور خوشبودار جوان پسند ہے۔

(۸) نوجوانوں کو چاق چوبند رہنے کا حکم دیا، ضرورت سے زیادہ سنجیدہ بننے و گردن جھکا کر بیٹھنے سے منع کیا۔ چنانچہ ایک جوان کو سر جھکائے ہوئے بیٹھا دیکھ کر فرمایا:

یاھذا ارفع راسك فان الخشوع لا یزید علی ما فی القلب۔ [۵]

میاں۔ سر اٹھاؤ۔ تمہارے دل میں جس قدر خشوع ہے وہ اس طرح بیٹھنے سے زیادہ نہ ہو سکے گا۔

(۹) اپنی مضبوطی کے ساتھ لوگوں کی نکتہ چینی سے بے پرواہ رہنے کا حکم دیا:

---

[۱] تاریخ عمر لابن الجوزی الباب السابع والخمسون ص۱۸۰ ۔ [۲] ایضاً ص۱۷۹ ۔ [۳] ایضاً الباب الستون ص۲۰۲

[۴] ایضاً ص۱۹۳ ۔ [۵] ایضاً ص۱۹۵ ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ما انعم الله علی عبد نعمة الا وجد له من الناس حاسد ولو ان امرأ اقوم من القدح لوجد له من الناس من یغمز علیه فمن حفظ لسانه ستر الله عورته[1]

بندہ کو اللہ نے جس نعمت سے بھی نوازا ہے اس کے حاسد ضرور ہوں گے، اگر کوئی شخص تیر سے زیادہ سیدھا ہو جب بھی اس میں عیب نکالنے والے لوگ ہوں گے جس نے اپنی حفاظت کی اللہ اس کی خفیہ باتوں کو چھپائے گا۔

(۱) خودستائی سے سختی کے ساتھ روکا اور اس کو احساسِ کمتری وخودکشی پر محمول کیا، چنانچہ فرمایا:

من قال انا عالم فهو جاهل ۔[2] جس شخص نے کہا میں عالم ہوں وہ دراصل جاہل ہے۔

ایک اور موقع پر ہے:

المدح ذبح ۔[3] تعریف کرنا اپنے کو ذبح کرنا ہے۔

غرض اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں جن سے شخصیت سازی کا ثبوت ملتا ہے اور نہایت خودداری —— عالی حوصلگی اور علم وہنر میں ترقی کے ساتھ باوقار زندگی گذارنے کی تاکید پائی جاتی ہے۔

ہمارے معاشرہ میں شخصیت سازی سے بے توجہی

بدقسمتی سے ہمارے معاشرہ میں شخصیت سازی کی طرف کوئی توجہ نہیں ہے۔ ہر ایک اپنے حال میں مست اور دوسرے کی فکر سے بے نیاز ہے۔

پھر "سیاست" نے لوگوں کو اس قدر کھوکھلا اور بے اعتماد بنا دیا ہے کہ ہر شخص دوسرے سے خائف اور خود سے غیر مطمئن ہے، اندیشہ ہے کہ اگر کوئی "شخص" کسی قابل ہو گیا یا کسی کو کچھ موقع مل گیا تو اپنی شخصیت خطرہ میں پڑ جائے گی یا اپنے حلقہ کی نیازمندیاں تقسیم ہو جائیں گی۔

اسی کا نتیجہ ہے کہ بجت واتفاق سے اگر کوئی شخص ابھر آیا تو اس کو اتنی سخت سزا بھگتنی پڑتی ہے کہ بدرستگیِ ہوش وحواس دوسرا اس کی جرأت نہیں کرسکتا ہے۔ چنانچہ بہت سی صلاحیتیں محض اس وجہ سے ٹھٹھر کر رہ جاتی ہیں کہ ان کی "نمود" میں اپنے بڑوں سے نبرد آزمائی ہوگی اور معاش کا اختیاری دروازہ تک بند ہو جائے گا۔

حیرت ہے کہ مسلم معاشرہ میں جس قدر بیداری نظر آرہی ہے مدرسہ کی زندگی میں اس قدر بھی نہیں ہے۔ اور نشاۃ ثانیہ کی رہنمائی کے لئے فکر وعمل کی جیسی بلندی وتوانائی درکار ہے، مدرسہ ابھی اس سے کافی دور ہے۔

---

[1] تاریخ عمر ابن الجوزی الباب الستون ص۲۰۲۔ [2] ایضاً ص۱۹۹۔ [3] ایضاً ص۲۰۰

© rasailojaraid.com

ادھر کالج و یونیورسٹی میں حکومت اپنی مشنری کے لئے "پرزے" ڈھالتی اور حسبِ خواہش ان کو "فٹ" کرتی رہتی ہے جس کے بعد وہ پرزے اپنی جگہ سے ہل سکتے ہیں اور نہ لب کشائی کی جرأت کرسکتے ہیں، ترقی و تنزلی افسری و ماتحتی کا اس نے ایک نظم قائم کردیا ہے جس میں یہ سب مشغول رہتے ہیں اگرچہ حالت مختلف رہتی ہے۔ اگر کبھی الجھانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو ان کو تمناؤں میں اُلجھا دیتی ہے پھر مناسب وقت پر "لو اور دو" کے اصول سے سمجھا دیتی ہے۔

ایسی حالت میں شخصیت سازی کی طرف توجہ کس قدر ضروری ہے اور اس کے بغیر نشأۃ ثانیہ کے "گیسو" کیوں کر سنور سکتے ہیں؟

آزاد ادارے اور آزاد لوگ نہایت اہم پارٹ ادا کرسکتے ہیں

مسلم معاشرہ میں "آزاد ادارے" اور حکومت کی زد سے "آزاد لوگ" اس قدر موجود ہیں کہ اگر اس مسئلہ کی طرف خصوصی توجہ دیں اور فراخ حوصلگی سے کام لیں تو ملت کے بہت سے غم غلط ہو سکتے ہیں اور حکومت کے اداروں میں بھی نئی روح بیقرار ہو کر اپنے "مقام" کی تلاش میں نکل سکتی ہے۔

قوم کے جوان و نوجوان بہت بڑی "امانت" ہیں۔ قومی ترقی و سربلندی ہمیشہ ان کے قدم چومتی رہی اور عالم گیر انقلابات ان کے مرہونِ منت رہے ہیں، کسی حلقہ اور طبقہ کی اس سے زیادہ بدنصیبی اور کیا ہوگی کہ ان کو سیاست کا آلۂ کار بنانے یا جی حضوری میں لگا کر اور خاص انداز میں بٹھا کر ان کی "پرواز" کو مسلوب و شخصیت کو مجروح کرے۔

(۴۴) حضرت عمرؓ نے اجتماعی مفاد کی خاطر اپنی پسندیدہ و محبوب بیوی کو محض اس لئے جدا کردیا کہ مبادا اس کی محبت و سفارش غلط فیصلہ پر مجبور نہ کردے۔

لما ولی عمر الخلافة کانت له زوجة	جس وقت حضرت عمرؓ کے خلافت سپرد ہوئی آپ کی
یحبها فطلقها خیفة ان تشیر علیه	ایک ایسی بیوی تھی جس سے بہت محبت کرتے تھے لیکن اس
بشفاعة فی باطل فیطیعها	اندیشہ سے اس کو طلاق دیدی کہ کہیں وہ باطل امور میں
ویطلب رضاها۔[1]	سفارش کرے اور اس کی مرضی کا پابند ہونا پڑے۔

محض "اندیشہ" کی بنا پر اپنی محبوب بیوی کو جدا کردینا بظاہر نظر سمجھ میں آنے کے قابل نہیں ہے لیکن جو

[1] احیاء العلوم ازالۃ الخفاء مقصد دوم حکایات سیاست عمرؓ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لوگ اجتماعی مفاد کے رمز شناس ہیں اور "الا ۱٦ اللہ" کے اداشناس ہیں ان کے لئے اس قسم کے "اقدام" کا سمجھنا زیادہ مشکل نہیں ہے۔

اپنی بیوی میں "بیگم" کی خصوصیات نہ پیدا ہونے دیں

(۸۵) حضرت عمرؓ نے اپنی بیوی میں "بیگم" کی خصوصیات نہ پیدا ہونے دیں (یہ لفظ خاص فرہنیت خاص ذوق اور خاص عہد کی نمائندگی کرتا ہے) بلکہ خدمتِ خلق اور رفاہِ عام کے کاموں پر مامور کیا چنانچہ یہ واقعہ مشہور ہے کہ ایک رات گشت کر رہے تھے کسی گھر سے "دردِ زہ" میں مبتلا عورت کے کراہنے کی آواز سنی فوراً واپس آکر اپنی بیوی "ام کلثوم" کو خدمت کے لئے لے گئے جو برابر نسوانی امور کی نگہداشت کرتی رہیں — یہاں تک کہ فراغت ہو گئی۔[1]

یہ گھر معمولی تھا جس میں جانے سے "بیگمات" کی توہین ہوتی ہے اور عورت کمتر درجہ کی تھی جس سے بات کرنے میں ان کو ذلت محسوس ہوتی ہے۔

اخلاق وکردار کی درستگی کے لئے شخصی حقوق کا لحاظ نہ کیا

(۸٦) حضرت عمرؓ نے اخلاق وکردار کی درستگی کے لئے ہر اس اقدام سے دریغ نہ کیا جس سے عورتوں اور مردوں کے خیالات وجذبات صاف ستھرے رہ سکیں اگرچہ بظاہر نظر میں کسی کی حق تلفی ہوتی ہو، چنانچہ ایک مرتبہ خواتین آپس میں باتیں کر رہی تھیں کہ "مدینہ میں سب سے زیادہ حسین وصبیح کون شخص ہے"

ایک خاتون نے کہا کہ "اپنا وہ شغال (یہ لقب تھا) سب سے زیادہ حسین وصبیح ہے"

یہ گفتگو رات کو خواتین کی ایک نشست میں ہو رہی تھی جس کو حضرت عمرؓ نے خود ہی گشت میں سن لیا تھا، دوسرے دن شغال صاحب کا پتہ لگایا گیا جو نہایت حسین وجمیل اور مردانہ بانکپن سے آراستہ تھے دیکھتے ہی سر کے بال منڈوائے اور پگڑی باندھنے کا حکم دیا لیکن اس ظالم کا حسن ونکھار اور بڑھ گیا۔

بالآخر "شغال معشوق کو فوجی وردی پہنا دی گئی اور شیشہ گری وعشوہ طرازی سے نکال کر خاراشگافی وجفاطلبی کی زندگی کی طرف لے آیا گیا۔[2]

جاریہ تمک کو زرق برق لباس پہن کر نکلنے سے روک دیا

(۸۷) حضرت عمرؓ نے جاریہ تمک کو زرق برق لباس پہن کر باہر نکلنے اور دعوتِ نظارہ دینے سے منع کیا۔ چنانچہ ایک جاریہ کو اس حالت میں دیکھ کر اپنی بیٹی حفصہؓ سے فرمایا:

[1] ابوبکر صدیق وفاروق اعظم بارھواں باب۔ از ڈاکٹر طٰہٰ حسین۔ [2] ایضاً۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الم ار جاریۃ اخیک تجوس الناس — کیا میں نے تیرے بھائی کی جاریہ کو نہیں دیکھا کہ لوگوں کو دیکھتا پھرتا ہے

پھر اس پر سخت نکیر کی :

وانکر ذالک عمر[1] — حضرت عمرؓ نے اس پر نکیر کی۔

مستقل ذریعۂ آمدنی بنانے کا حکم دیا

(۸۸) حضرت عمرؓ نے مستقل ذریعۂ آمدنی بنانے کا حکم دیا تاکہ حالات کی تبدیلی سے اخلاق و کردار متاثر نہ ہوں، چنانچہ ایک مرتبہ حضرت خالدؓ نے " قادسیہ " کے عطایا و وظائف دیکھ کر کہا کہ " بعض لوگوں کے اخراجات زیادہ نہیں ہیں، کھانے والے افراد بھی کم ہیں ایسی حالت میں فضول خرچی اور اسراف کے جذبات اُبھرنے کا قوی اندیشہ ہے "

یہ سُن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا :

" جب ان لوگوں کو سرکاری عطایا ملیں تو کچھ بھیڑیں خرید لیں اور ان کی پرورش کرتے رہیں، پھر مزید عطایا ملنے پر اور بھیڑیں خرید لیں، اس طرح ان کی آمدنی میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ ممکن ہے میرے بعد کے حکمراں اس نظام کو قائم نہ رکھ سکیں، اگر یہ ذریعہ آمدنی باقی رہے گا تو غریبوں کے کام آئے گا اور لوگ اس کے سہارے اپنی زندگی گزار سکیں گے۔

خالد ! یہ جو کچھ میں تم سے کہہ رہا ہوں اس کے مخاطب دور و نزدیک کے سب لوگ ہیں، جو شخص بالکل آخری سرے پر بیٹھا ہے وہ بھی میری ذمہ داری میں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ " جو حکمراں اپنی رعایا کی خبر گیری سے غافل رہتا ہے اس کو فردوس کی بو تک نہ آئے گی "[2]

کھڑے ہو کر پانی پینے کی اجازت دی

(۸۹) حضرت عمرؓ نے حالات کی رعایت سے اپنے عمل کے ذریعہ کھڑے ہو کر پانی پینے کی اجازت دی :

ان عمر بن الخطاب وعلی بن ابی طالب وعثمان بن عفان کانوا یشربون قیاما[3] — حضرت عمرؓ، علیؓ اور عثمانؓ کھڑے ہو کر پانی پیتے تھے۔

علم نجوم سیکھنے کا حکم دیا

(۹۰) حضرت عمرؓ نے علم نجوم سیکھنے کا حکم دیا لیکن کہانت وغیرہ سے منع کیا،

---

[1] ازالۃ الخفا مقصد دوم من ابواب فقہی صفحہ ۱۳۸، [2] ابوبکر صدیق و فاروق اعظمؓ بارھواں باب۔
[3] " " " " صفحہ ۱۳۱۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تعلموا من النجوم ما تعرفون به — علم نجوم سیکھو جس سے قبلہ اور راستہ معلوم
القبلة والطریق ثم امسکوا۔[1] — کرو، پھر رُک جاؤ۔

اُس زمانہ میں علم ہیئت نہایت محدود اور توہم پرستی کا ذریعہ تھا۔ حضرت عمرؓ نے مرکز و مقصد متعین کر کے اس کی حوصلہ افزائی کی اور اس قسم کے تمام علوم سے دینی کاز کو تقویت پہونچانے کا حکم دیا۔ جس سے حالات و زمانہ کی رعایت سے علوم و فنون سیکھنے کا حکم نکلتا ہے۔

درازیِ تقریر اور پیشہ درانہ وعظ کو شیطان کی جانب منسوب کیا

(۹۱) حضرتِ عمرؓ نے درازی تقریر اور پیشہ درانہ وعظ کو شیطان کی جانب منسوب کیا۔

ان کثیرا من الخطب من شقاشق — بہت سے خطبے (وعظ) شیطانی
الشیطان۔[2] — ہیجان ہوتے ہیں۔

شقاشق (جمع شِقشقہ) اس جھاگ کو کہتے ہیں جو مستی کے وقت اونٹ کے مُنہ سے باہر آتا ہے۔

شاہ ولی اللہ کہتے ہیں:

شبه الذی یتفیهق فی کلامه — شیطان کے ساتھ اس شخص کو تشبیہ دی جو
ولا یبالی بما قال من صدق او کذب — اپنے کلام کو وسیع کرتا ہے اور صدق و کذب
بالشیطان۔[3] — کی پرواہ نہیں کرتا ہے۔

شریعت کو تبدیل و تحریف سے محفوظ رکھا۔

(۹۲) حضرت عمرؓ نے شریعت کو ہر قسم کی تبدیل و تحریف سے محفوظ رکھا:

حفظِ ملت از مظان تحریف و تبدیل بابلغ وجوہ می نمود۔[4]

چنانچہ ایک شخص متشابہ قرآن کے متعلق استفسار کر رہا تھا تو آپ نے اس کو سزا دی[5]

موجودہ زمانہ میں قرآن حکیم سے متعلق بہت سی بحثیں پیدا ہو چکی ہیں حتیٰ کہ "دو قرآن" کا نظریہ بھی وجود میں آچکا ہے۔

قرآن میں غور و فکر کا ایک مرکزی نقطہ و دائرہ ہے جو شخص اس سے باہر قدم نکالے گا اور اپنے ذوق و رجحان کو

---

[1] ازالۃ الخفا مقصد دوم ص ... باب ششم ملخصاً۔ [2] ایضاً۔ [3] ایضاً۔ [4] ایضاً۔ [5] ازالۃ الخفا مقصد دوم [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ذلیل بنا دے گا وہ ملت کی نظر میں مجرم قرار پائے گا۔

کوئی شخص جب احساسِ کمتری میں مبتلاء ہوتا ہے تو اس کے غور و فکر کی دنیا ہی نہیں بدلتی ہے۔ بلکہ ذوق و رجحان کا دائرہ بھی بدل جاتا ہے اگر ایک طرف معذرت خواہانہ روش کو فروغ ہوتا ہے تو دوسری طرف ہر چڑھتے ہوئے سورج کی پرستش کا جذبہ نمودار ہو جاتا ہے۔

مرکز اور دائرہ سے ہٹی ہوئی بحثیں بالعموم انھیں لوگوں کی طرف سے ہوتی ہیں جو احساسِ کمتری میں مبتلاء ہوتے ہیں اور جن کا مذہب ہر چڑھتے ہوئے سورج کی پرستش ہوتا ہے۔

ظاہر ہے ایسے لوگوں کے لئے حکیمانہ جواب کافی نہیں ہو سکتا ہے بلکہ حاکمانہ جواب کی ضرورت ہوتی ہے جس کے لئے ابھی کچھ دن انتظار کرنا پڑے گا۔

احادیث میں فرق و امتیاز قائم کیا

(۹۳) حضرت عمرؓ نے احادیث میں فرق و امتیاز قائم کیا چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں:

"باستقراء تام معلوم شد کہ فاروقِ اعظم نظرِ دقیق در تفریقِ میانِ احادیث کہ بہ تبلیغ شرائع و تکمیل افرادِ بشر تعلق دارد از غیر آن مصروف می ساخت، لہٰذا احادیثِ شمایل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و احادیثِ سنن زوائد در لباس و عادات کمتر روایت می کرد بدو وجہ یکے آنکہ اینہا از علوم تکلیفیہ و تشریعیہ نیست یحتمل کہ چون اہتمام تام بروایت آن بکار برند بعض اشیاء از سنن زوائد بسنن ہدیٰ مشتبہ گردد دیگر محتمل کہ شغل قوم باین احادیث از شغل بشرائع مانع آید دیگر آنکہ جمع کہ بشرفِ صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسیدہ بودند در زمانِ فاروقِ اعظمؓ بسیار بودند احتیاج بتعلیم این اشیاء واقع نہ شد۔"[1]

(باقی)

---

[1] ازالۃ الخفاء مقصد دوم مآثر تتمہ مذہب فاروق اعظم ص[illegible]۔

© rasailojaraid.com